المتوکلی۔علوم قرآن پر امام سیوطیؒ کی ایک اہم کتاب

سید علیم اشرف جائسی

علوم قرآن کی مختلف شاخوں میں سے ایک ''علم المعرب'' بھی ہے۔قرآن میں معرب کے وجود کے باب میں ائمہ اور علماء میں اختلاف کے سبب قدیم زمانے سے ہی یہ قرآنیات کا ایک معرکۃ الآ راء موضوع بن گیا۔

لغوی اعتبار سے ''معرب'' تعریب مصدر سے اسم مفعول ہے۔اور اصطلاحی معنی میں ''وہ لفظ ہے جسے غیر عرب نے وضع کیا ہو اور عربوں نے اسے اس کے معنی موضوع لہ میں استعمال کیا ہو''یعنی معرب وہ عجمی الاصل لفظ ہے جسے عربوں نے کسی غیر عربی زبان سے مستعار لیا ہو، اور اسے اپنی تحریر تقریر اور روزمرّہ میں استعمال کیا ہو، حتی کہ وہ لفظ عربی زبان کی لغت اور معاجم میں شامل ہو گیا ہو۔

قرآن کریم میں معرب کا وجود یا وقوع ایک ایسا موضوع ہے جو عصر تدوین سے لیکر آج تک محل اختلاف بنا ہوا ہے۔امام شافعی، ابن جریر طبری، ابوعبیدہ، معمر بن مثنی، ابن فارس لغوی، امام رازی اور باقلانی وغیرہ قرآن میں معرب کے وجود کا شدت سے انکار کرتے ہیں، جب کہ ابوعبید القاسم بن سلام، ابومنصور جوالیقی، زمخشری اور جلال الدین سیوطی وغیرہ اس کے قائل ہیں۔بعض صحابۂ کرام اور تابعین عظام سے بھی قرآن میں وجود معرب کا قول نقل کیا گیا ہے، چنانچہ عبداللہ بن عباس، عکرمہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے قرآن کے متعدد الفاظ کے بارے میں مروی ہے کہ یہ دوسری زبانوں کے الفاظ ہیں۔[۲]

بعض حضرات نے ان دونوں جماعتوں کے درمیان تطابق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کے مطابق جو لوگ اللہ کی کتاب میں معرب کے وجود کے قائل

ہیں انھوں نے لفظ کی اصل کا لحاظ کیا ہے، اور جنہوں نے انکار کیا ہے انھوں نے اس کے عربی استعمال کا اعتبار کیا ہے۔ ابو عبید فرماتے ہیں کہ ’’و کلاهما مصيب إن شاء الله، وذلك أن هذه الحروف بغير لسان العرب في الأصل فقال أولئك على الأصل، ثم لفظت به العرب بألسنتها فصار عربيا بتعريبها إياه، فهي عربية في هذه الحال، وأعجمية الأصل‘‘ ۴ (اور انشاء اللہ دونوں ہی اپنے اپنے موقف میں حق بجانب ہیں اور وہ اس طور پر کہ یہ الفاظ اپنی اصل کے اعتبار سے غیر عربی زبان کے ہیں لہذا ان حضرات کی بات اصل کے اعتبار سے ہے، پھر عربوں نے انھیں اپنی زبان میں شامل کر لیا تو یہ عربی قواعد کی رعایت کے ساتھ استعمال کے سبب عربی الفاظ ہو گئے، لہذا اس حال میں یہ عربی ہیں اور اصل کے اعتبار سے عجمی ہیں۔)

متاخرین کی اکثریت نے تطابق کی اس کوشش کو قبول کر لیا اور اس سے مطمئن بھی ہو گئے، لیکن ’’الرسالہ‘‘ میں امام شافعیؒ کی تصریحات اور اپنی تفسیر کے مقدمے میں امام طبری کے بیانات ۵ کے پیش نظر یہ کہنا مشکل ہے کہ اس طرح یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ معاصرین میں شیخ احمد محمد شاکر مخالفین کے موقف کے حامی و علمبردار ہیں قائلین کی فہرست طویل ہے، اس میں سب سے نمایاں نام ڈاکٹر رمضان عبد التواب کا ہے۔ ۵

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۱۱ھ) کی یہ تصنیف ’’المتوكلي‘‘ قرآن میں معرب کے موضوع پر ہے اور غالباً یہ کتاب قرآن میں معرب یا عجمی اصل کے الفاظ کی سب سے طویل فہرست پر مشتمل ہے۔ اس میں قرآن میں وارد ایک سو چھبیس معرب یا عجمی الفاظ کا ذکر ہے جو گیارہ زبانوں سے ماخوذ ہیں۔ یہ زبانیں حبشی، فارسی، رومی، ہندوستانی، سریانی، عبرانی، نبطی، قبطی، ترکی زنجی اور بربری ہیں۔

سیوطی نے اپنی کتاب ’’الاتقان في علوم القرآن‘‘ میں بھی معرب کے موضوع پر گفتگو کی ہے چنانچہ اس کی اڑتیسویں فصل کا عنوان ’’ما وقع في القرآن بغير لغة العرب‘‘ رکھا ہے۔ ۶ انہوں نے ’المتوكلي‘ سے قبل اس موضوع سے متعلق ایک مستقل کتاب بھی تصنیف کی تھی، جس کا نام ’’المهذب فيما وقع في القرآن من

المعرب" ہے۔اور یہ کتاب ڈاکٹر ابراہیم محمد ابوسکین کی تحقیق کے ساتھ مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ سیوطی نے 'الاتقان' میں اس کتاب کا ذکر بھی کیا ہے، لکھتے ہیں کہ: "قد أفردت فی هذالنوع کتابا سمیته: المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب"[8]

المتوکلی کا ذکر 'الاتقان' میں نہیں ہے بلکہ یہ "حسن المحاضرة فی أخبار مصر والقاهرة" کی اس فہرست میں بھی شامل نہیں جس میں سیوطی نے 'الاتقان' سمیت اپنی تین سو کتابوں کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں۔ "وبلغت مؤلفاتی إلی الآن ثلاثمائة کتاب سوی ماغسلته ورجعت عنه"[9] (جن کتابوں کو میں نے ضائع کر دیا جن سے رجوع کر لیا انھیں چھوڑ کر اس وقت میری کتابوں کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی ہے۔) اس سے لگتا ہے کہ 'المتوکلی' کی تالیف 'حسن المحاضرة' کے بعد ہوئی ہے۔

اس کتاب کے متعدد نسخے دنیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔ ایک نسخہ دارالکتب المصریۃ' قاہرہ میں ہے اس کے کاتب مصطفیٰ بن محمد ہیں، اور یہ مجموعہ نمبر (۹۵ مجامیع م) میں شامل ہے، اور سات اوراق پر مشتمل ہے، ہر ورق میں ۲۳ سطریں ہیں، اسکا سائز ۱۶X۲۱ سم ہے۔ ایک اور نسخہ کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں محفوظ ہے۔ ملا کاتب چلپی نے کشف الظنون میں اس کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں۔ "کتاب المتوکلی للسیوطی، جلال الدین عبدالرحمان بن أبی بکر، المتوفی سنه ۹۱۱ھ۔ جمع فیه ماوردفی القرآن باللغة الحشیة والفارسیة والهندیة، والترکیة، والزنجیة والنبطیة، والسریانیة والعبرانیة......"[10] (کتاب المتوکلی، جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے جس میں انھوں نے قرآن میں وارد حبشی، فارسی، ہندوستانی، ترکی زنجی، نبطی، سریانی اور عبرانی الفاظ کو جمع کیا ہے......)۔ ایک دوسرے مقام پر اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "المتوکلی فیما وقع فی القرآن من اللغات العجمیة للسیوطی"[11]

کتاب کا آغاز ان الفاظ میں ہوتا ہے۔ "الحمدلله الذی ثبّت بأهل

بیت النبی۔ ﷺ ۔ قواعد الإیمان، ووعد هذه الأمة الشریفة ماداموا بین أظهرهم بالأمان......" ،اور خاتمے کے الفاظ ہیں۔"تم الکتاب بحمدالله وعونه وحسن توفیقه والحمدلله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا أن هدانا الله وصلی الله علی سیدنا محمدوآله وصحبه وسلم۔ حرره الفقیر إلی الله الغنی، محمدبن مصطفی، غفرالله لهما" آمین۔

سیوطی نے یہ کتاب خلیفہ عباسی متوکل علی اللہ (متوفی ۹۰۳ھ) کی فرمائش پر لکھی تھی، اس موضوع پر ان کی ایک مستقل کتاب ہونے کے باوجود اسے تصنیف کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ متوکل نے ان سے لغات کے اعتبار سے قرآن کے معرب الفاظ کو جمع کرنے کی خواہش کی تھی۔ چونکہ المہذب حروف ہجاء کے اعتبار سے مرتب تھی لہذا انھوں نے یہ کتاب ان کی خواہش کے مطابق تصنیف کی۔ چنانچہ مقدمہ مسنونہ کے فوراً بعد لکھتے ہیں۔

"فقد برز الأمر الشریف الإمامی الأعظمی الهاشمی العباسی المتوکلی، (أمر) أمیر المؤمنین، و ابن عم سیدالمرسلین، ووارث الخلفاء الراشدین الإمام المتوکل علی الله، أدام الله عزه وأعزببقائه الدین، أن أکتب له مؤلفا فی الألفاظ التی وقعت فی القرآن الکریم، وذکر الصحابة والتابعون أنها بلغة الحبشة، أو الفرس أو غیرهم سوی العرب فامتثلت ذلك وألفت هذا الکتاب المختصر" (امیر المومنین، سید المرسلین ﷺ کے عم زاد، خلفائے راشدین کے وارث، امام متوکل علی اللہ...... اللہ ان کی عزت کو دوام بخشے اور ان کے وجود سے دین کو معزز فرمائے ......کا حکم ہوا کہ میں ان کے لئے قرآن میں وارد ان الفاظ پر مشتمل ایک کتاب لکھوں، جن کے بارے میں صحابہ اور تابعین نے فرمایا ہے کہ یہ حبشی یا فارسی یا کسی غیر عربی زبان کے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی، اور یہ مختصر کتاب تصنیف کی ہے)

متوکل علی اللہ عباسی ہاشمی، مصر میں قائم دوسری عباسی حکومت کے خلفاء

میں سے تھے۔ ۸۸۴ھ میں ان کے چچا یوسف المستنجد باللہ کے وفات کے بعد ان کی بیعت ہوئی تھی۔ ان کی کنیت ابو العز اور نام عبد العزیز بن یعقوب بن محمد المتوکل اول بن ابوبکر المعتضد بن سلیمان المستکفی تھا۔ وہ ایک نیک سیرت، صائب الرائے اور علم دوست حکمراں تھے۔ ۱۲

کتاب کا نام ظاہر ہے خلیفہ متوکل کے نام پر رکھا گیا جس کی فرمائش پر یہ کتاب لکھی گئی۔ سیوطی سے پہلے بھی علماء نے کتابوں کے اس طرح کے نام رکھے ہیں، کبھی خلفاء وامراء کے حکم وفرمائش پر لکھی جانے والی کتابوں کو ان کے ناموں سے موسوم کیا گیا ہے، اور کبھی حصول انعام اور تقرب کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا۔ سیوطی خود رقمطراز ہیں کہ:

''میں نے علماء کی اقتداء وپیروی کرتے ہوئے اس کا نام المتوکلی رکھا ہے۔ جیسے ہمارے اصحاب میں امام ابوبکر شاشی ۱۳ نے خلیفہ مستظہر باللہ کے حکم سے فقہ کی ایک کتاب لکھی اور اس کا نام خلیفہ کے نام پر ''المستظہری'' رکھا۔ اور امام حرمین ۱۴ نے فقہ کی ایک کتاب کا نام وزیر غیاث الدین (نظام) الملک کے نام پر ''الغیاثی'' رکھا، اور انھیں کے لئے ایک اور مختصر ولطیف رسالہ لکھا اور اس کا نام ''الرسالة النظامية'' رکھا۔ ہمارے اصحاب میں امام ابوبکر بن فورک ۱۵ نے اصول دین میں اپنی ایک کتاب کا نام نظام الملک کے نام پر ہی ''النظامی'' رکھا ہے۔ امام ابو الحسین ابن فارس لغوی ۱۶ نے علم لغت میں ایک کتاب تصنیف کی اور صاحب (اسماعیل بن عباد، متوفی: ۳۸۵ھ) کے نام پر اس کا نام ''الصاحبی'' رکھا۔ امام ابو علی فارسی ۱۷ نے سلطان عضد الدولہ کے نام پر عربی کی اپنی ایک کتاب کا نام ''العضدی'' رکھا۔ اور قاضی عضد الدین ایجی ۱۸ نے علم معانی وبیان میں ایک کتاب تصنیف فرمائی، اور سلطان غیاث الدین کے نام پر اسے ''الفوائد الغیاثية'' کا نام دیا ہے۔ چنانچہ میں نے بھی انھیں حضرات کی ہم رکابی کی ہے اور انھیں کا راستہ اختیار کیا ہے۔''

معرّب کے موضوع پر سیوطی کی یہ کتاب المتوکلی انہی کی ایک اور کتاب

المبسوط المسالك سے ماخوذ وملخص ہے، المتوکلی کے مقدمے میں اس بات کی صراحت بھی ہے، "ملخصا من کتابی المبسوط المسالك" اور یہ امام سیوطیؒ کی مشہور کتاب ہے جو "الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور" کے نام سے معروف ہے۔ لیکن یہ بھی ان کی ایک ضخیم اور متعدد جلدوں والی کتاب کا خلاصہ ہے جس کا نام امام سیوطی نے "ترجمان القرآن" رکھا تھا جس میں ہر روایت کو رسول ﷺ اور صحابہؓ کرام تک اس کی مکمل سند اور اس کے تمام طرق کے ساتھ ذکر کیا تھا، لیکن لوگوں کی کم ہمتی اور تفصیلات سے ان کی بے رغبتی کے پیش نظر "الدرالمنثور" کے نام سے اسکا خلاصہ کردیا، "الدرالمنثور" کے مقدمے میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "فلما ألفت ترجمان القرآن وهو التفسير المسند عن رسول الله ﷺ وأصحابه رضي الله عنهم، وتم بحمدالله في محلدات...... رأيت قصور أكثر الهمم عن تحصيله، ورغبتهم في الاقتصار على متون الاحاديث دون الإسناد وتطويله فلخصت منه هذا المختصر......"[۱۹]

المتوکلی چونکہ لغات کے اعتبار سے مرتب کی گئی ہے اس لئے بعض الفاظ جن کی اصل کے بارے میں کئی روایتیں ہیں، وہ کئی زبانوں کے تحت درج ہوئے ہیں، مثلاً لفظ "ابلعی" اور "طوبیٰ" کا ذکر حبشی اور ہندوستانی دونوں زبانوں کے تحت ہوا ہے۔ اسی طرح لفظ "طہٰ" کا ذکر حبشی، سریانی اور نبطی تین زبانوں میں شامل ہے۔ کتاب میں سب سے زیادہ معرب الفاظ حبشی زبان کے ہیں، اور سب سے کم ترکی کے، اس زبان کے صرف ایک لفظ "غساق" کا ذکر ہے۔ ہندوستانی کے تحت تین لفظ ابلعی، طوبیٰ اور سندس مذکور ہیں۔

کتاب کے مصادر وماخذ دو قسم کے ہیں: ایک کتابوں کی شکل میں، اور دوسرے روایات کی صورت میں، قسم اول کے مصادر میں مختلف اسلامی علوم وفنون کی سولہ کتابیں ہیں جو متن میں درج ہیں، اور ان کا پچیس مقامات پر حوالہ دیا گیا۔ یہ کتابیں ہیں (ا) واسطی کی الارشاد، (ب) شیذلہ کی البرهان، (ج، د، ھ) طبری،

ابن منذر اور ابن نقیب کی تفاسیر، (و) ابوحاتم لغوی کی کتاب الزینہ، (ز) بیہقی کی سنن، (ح) کرمانی کی العجائب والغرائب، (ط) ثعالبی کی کتاب فقہ اللغہ، (ی) ابن جوزی کی فنون الافنان، (ک) ابوقاسم کی لغات القرآن، (ل) ابن جنی کی المحتسب، (م) مسائل نافع بن ازرق بہ تخریج الطستی، (ن) حاکم کی المستدرک، (س) ابن ابی شیبہ کی المصنف، (ع) اور جوالیقی کی المعرب۔

دوسرے قسم کے مصادر میں صحابۂ کرام، تابعین اور علمائے متقدمین کی روایتیں شامل ہیں، سب سے زیادہ روایتیں ابن ابن حاتم رازی کی ہیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن عباس اور پھر طبری کی رواتیں ہیں۔ سعید بن جبیر، عکرمہ اور مجاہد سے بھی بہت سی روایتیں ہیں۔ مروی عنہم کی کل تعداد سینتیس ہے۔

☆☆☆

حواشی و مراجع

۱ دیکھئے: محمد اعلی تھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، بیروت، شرکۃ الخیاط للکتب والنشر (غیر مؤرخ) ۱/۹۴۵۔

۲ موضوع کی تفصیلات کے لئے دیکھئے:

الرسالۃ، بار اول، دارالکتاب العربی بیروت: ، ۱۹۹۹ء ص ۶۱، ۶۴، وجامع البیان عن تأویل آی القرآن، معروف بہ تفسیر طبری، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۲۰۰۱ء، ۱/۱۲۔ ۱۵، وجوالیقی، المعرب، تحقیق: احمدشاکر، طہران/ ۱۹۶۰ء ص ٤۔٥

۳ المعرب، ص ۵۔

۴ امام شافعی اور طبری کی عبارتوں سے واضح ہے کہ یہ حضرات عربی الاستعمال عجمی لفظ کے بھی قرآن میں وقوع کے قائل نہیں تھے۔ دیکھئے: الرسالہ اور تفسیر طبری کے مذکورہ بالا حوالے۔

۵ احمد شاکر کے موقف کے لئے دیکھئے: جوالیقی کی مذکورہ بالا کتاب "المعرب"

پران کے حواشی وتعلیقات۔ ڈاکٹر رمضان عبدالتواب کے نقطۂ نظر کے لئے دیکھئے ان کی کتاب: فصول فی اللغة، دار مسلم للطباعه والنشر قاهره، ۱۹۷۹ء ص، ۳۱۷، ۳۱۸۔

۶ دیکھئے:الاتقان، مطبع حجازی قاهره: غیر مؤرخ، ۱:۱۳۶۔

۷ مطبوعه مطبعة الأمانه،قاهره ۱۹۸۰ء۔

۸ دیکھئے:الاتقان، ۱/۱۳۶۔

۹ دیکھئے:حسن المحاضره فی تاریخ مصر والقاهره، بار اول، عیسی بابی حلبی،قاهره، ۱۹۶۷ء،۱/۳۳۸۔

۱۰ کشف الظنون عن أسامی الكتب والفنون، وكالة المعارف، ۱۹٤۱ء و دار صادر بیروت،: ۱۹٦۷ء، ص ۱٤٥٦۔

۱۱ نفس مرجع،ص ۱۵۸۵۔

۱۲ دیکھئے:امام سیوطی،حسن المحاضرة ،مرجع سابق،۲/۹۲،والزرکلی، الاعلام، دارالعلم للملایین،بیروت، ۱۹۹۰ء، ٤/۲۹۔

۱۳ فخر الاسلام، محمد بن احمد بن الحسين بن عمر، شاشی، قفال، متوفی ۵۰۷ھ، اپنے زمانے میں عراق میں شافعیوں کے مقتدیٰ تھے۔ حلية العلماء فی مذاهب الفقهاء، اور العمده وغیره ان کی تصنیفات ہیں، دیکھئے: الاعلام، ۵/۳۱۶

۱۴ عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف جوینی نیشاپوری، معروف به امام الحرمین (متوفی:۴۷۸ھ) کا شمار جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے، اصول فقہ میں ان کی کتاب البرهان، اور علم کلام میں، الارشاد الی قواطع الادلة فی اصول الاعتقاد مشہور ہیں، دیکھئے۔ کحاله معجم المؤلفین، مطبعة الترقی، دمشق ۱۹۵۸ء، ۶/۱۸۴۔

۱۵۔ محمد بن الحسن بن فورک اصبہانی (متوفی ۴۰۶ھ) بڑے شافعی فقیہ تھے، فقه

اصول اور علم کلام میں ان کی کئی تصنیفات میں، دیکھئے الاعلام، مرجع سابق، (۸۳/۶)

۱۶ احمد بن فارس بن زکریا، قزوینی، رازی (متوفی: ۳۹۵ھ) ،عربی زبان وادب کے اماموں میں ایک ہیں، 'الصاحبی' کے علاوہ بھی کئی کتابیں ان کی تصانیف میں شامل ہیں۔ بدیع الزماں ہمدانی، اور صاحب بن عباد کے شاگرد تھے، دیکھئے: الاعلام، ۱۹۳/۱۔

۱۷ الحسن بن احمد عبد الغفار (متوفی: ۳۷۷ھ) نحوی، ابن السراج اور زجاج سے علم حاصل کیا، علم نحو میں کئی کتابوں کے مصنف ہیں دیکھئے: جمال الدین علی بن یوسف قفطی، اِنباہ الرواۃ علی أنباہ النحاۃ، قاہرہ، مطبعہ دار الکتب المصریہ، ۲۷۳/۱۔ ۲۷۵۔

۱۸ قاضی عبد الرحمان بن احمد صاحب ''المواقف فی علم الکلام'' اصول، کلام اور علوم عربیہ کے علامہ، قلعۂ کرمان کے والی نے انھیں قید کر دیا تھا، اور قید ہی میں ۷۵۶ھ میں وفات ہوئی۔ دیکھئے: الاعلام، مرجع سابق، ۲۹۵/۳۔

۱۹ الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، مطبعہ اسلامیہ طہران: ۱۳۷۷ھ، ۲/۱

☆/☆